گلدستۂ محسن کاکوروی

LIBRARY MALAYA

بفرمایش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ
لاہور

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U6900

گلدستۂ محسن

کاکوروی

از تصانیف

جناب مولوی محمد محسن صاحب کاکوروی

بفرمایش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

سنہ ۱۹۳۱ء

کریمی پریس لاہور میں باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر چھپا

.902
۸۹۱۷ ۲۲۱
۱۹۲ گ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سراپائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

للہ الحمد شبِ غم نے اُٹھایا بستر
مرحبا طالع بیدار مبارک ہو سحر

مژدہ اے دل کہ ہوا نورِ خدا پیش نظر
بارک اللہ جمعیت کا ہے رنگ دیگر

گر نہ ہو پاس ادب تو مجھے کچھ دعویٰ ہے
سجدہ کرتے ہیں ملائک مرا وہ رتبہ ہے

لامکاں تک لئے جاتی ہے مجھے طبع رسا
ہو رہا ہے صفارواح میں میرا چرچا

لڑ گیا عرش کے پایہ سے سخن کا پایہ
خیر مقدم کی چلی آتی ہے ہر سُو سے صدا

بزمِ قدسی کا بولایا ہوا مہمان ہوں میں
ملک آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں وہ انسان ہوں میں

آج کس قوم سے خدام سخن آتے ہیں
مسندیں فکر کی محفل میں بچھا جاتے ہیں

تنگی بزمِ جہاں دیکھ کے گھبراتے ہیں
گاؤ تکیہ کرہ ارض کا اوٹھواتے ہیں

جشن کا روز ہے مے کے شہِ اقدس کا
اور اونچا کرو خیمہ فلک اطلس کا

ہم دکھاتے ہیں طبیعت سے تماشے کتنے
عالمِ نور میں چھوڑ آئے ہیں شوشے کتنے

حل کئے غنچۂ خورشید سے نکتے کتنے
عقدِ پروین سے لکھے ہم نے معمے کتنے

سادہ کاغذ ورق مہر فشاں ہے آج
دستِ پُر نور عطارد میں قلم ران ہے آج

یوں خرامندو بشوخی قلم رعنا ہے
موج ہے جس پہ خجل غرق عرق دریا ہے

بال پرواز پڑی چٹکیوں پر اوڑتا ہے
آہ یہ شوخ ہے کیا کبک خراماں کیا ہے

کوئی شاخ آہو نگی جلوہ گری میں تو نہیں
کوئی سرخاب کا پر کبک دری میں تو نہیں

رنگ گلزارِ معانی کا عجب عالم ہے
غنچہ کو دیکھئے تو صبح کا بھرتا دم ہے

برگِ گل چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا کم ہے
سروِ رعنا نہیں آئینہ قد آدم ہے

ہر شجر شمع تجلی ہے لگن تھالے ہیں
نامِ ظلمت نہیں لالے کے یہاں لالے ہیں

سطرِ سنبلِ گل تر حرف سے غنچہ نقطہ
کاغذِ مشق ہے یک سیرِ چمن کا تختہ

طوطیِ بولا مرے خامہ کا میاں شعرا
کیوں نہ ہو آج میں لکھتا ہوں سراپا کس کا

جس کو گلدستۂ باغِ ابدیت کہئے
خندۂ صبحِ بہارِ احدیت کہئے

گیسوئے حورِ قلم ہو کے بنے خامۂ مو
کہ ہوں آراستہ تصویرِ سخن کے گیسو

کہو رضواں سے کہ لائے مجھے شاخِ طوبیٰ
کہ شبِ فکر میں ہو نکہتِ مشکیں ہر سو

منشیِ دفترِ اعلیٰ کا کرم کافی ہے
مشق کرنے کو مرے لوح و قلم کافی ہے

روشنائی کی یہ ترکیب ہے شمعِ بیدود
جس کی ترکیب کو جبریل امیں ہیں موجود

گوند ہو شجرۂ طوبیٰ کا بقدرِ مقصود
پانی لیں چشمۂ کوثر سے مگر پرلے درجہ کا دود

صوتِ دیدہ وری ہو پورا نوار کھرل
شمع سے طور معلّٰی کے اڑا عنبر کا جل

رنگِ شنگرف کا بھی آپ کوئی ساماں کیجے
لالہ زارِ اپنے خوں کا چمنستاں کیجے

خضر کو سالکِ آبِ زرِ مرجاں کیجے
لعل کے واسطے تسخیرِ بدخشاں کیجے

وقت ہے بزمِ انجمن گردوں کا
کہ شفق پر بھی ارادہ ہے مرا بیخوں کا

اور کاغذ کا تو ہم نے عجب انداز کیا
پردۂ چشم کو قرطاسِ خدا ساز کیا

کھینچی تصویر اُسے جلوہ گہِ ناز کیا
چوم لوں ہاتھ میں اپنے عجب اعجاز کیا

شعلۂ طور کا کاغذ پہ کھینچا نقشا ہے
خاکِ انگارۂ کفِ دستِ یدِ بیضا ہے

کیوں نہ سو جاں سے ہو گلزارِ بہارِ معنی
محوِ نگینی تصویرِ سراپائے نبیؐ

یہ وہ صورت ہے کہ دیکھی نہ سُنی ایسی کبھی
تھی یہی شکل مقدس کہ ازل میں جو کھچی

نازِ خلّاقِ قدرت نے کہا وارے میں
اور تصویر یہ بول اٹھی کہ اللہ رے میں

کیسی تصویر کہ ہے صبح بہار امکاں
کیسی تصویر کہ ہے آئینہ پرداز جہاں

کیسی تصویر کہ ہے لوح و قلم نور افشاں
کیسی تصویر کہ ہے کلک مصوّر نازاں

کیسی تصویر کہ سب جلّ و علا کہتے ہیں
کیسی تصویر کہ سب صلِّ علیٰ کہتے ہیں

کیسی تصویر جسے کھینچ کے نقاشِ ازل
خود لگا کہنے کہ ہر وصف میں ہے تو افضل

تیری صورت سے کھلے معنیٔ یہ قل ردول
انبیا شرح مفصل ہیں تو متن مجمل

تو ہے خورشید ترے سامنے انجم ہیں نبی
تو ہے شمسیہ تصوّر میں تو سب پایں قطبی

تو ہے داؤدؑ نعم تو ہے سلیماںؑ خاتم
فکر کیجیے تو ہے تو ذکر زکریاؑ ہر دم

خلعتِ خاص خلیلؑ و برکاتِ آدمؑ
شکرِ یعقوبیؑ و صبرِ دلِ ایوبؑ بہم

حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بولے جبریلؑ کہ تجھ پر ہوئی ختم تکمیل
آدمؑ و نوحؑ کے بخشے تجھے اوصاف جمیل

خضرؑ و الیاسؑ کا رتبہ شرف اسمٰعیلؑ
اور سوا اس کے بھی اے سروِ قد باغِ خلیلؑ

حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

دیں پکار اکہ مرے گھر میں اجالا کر دے
طالعِ خفتہ کو ہم چشمِ زلیخا کر دے

مثلِ مُردہ کے پڑا ہوں مجھے زندہ کر دے
دستگیری مری فرما مجھے برپا کر دے

حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کیوں جھکا کر دوں کنعاں کے تو سودا ہے مجھے
طور پر جاؤں تو ناحق کا بھٹکنا ہے مجھے

خبط ہے گر سرِ اعجاز مسیحا ہے مجھے
سچ تو یہ ہے کہ ترے گھر میں کمی کیا ہے مجھے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

واہ تصویر ہے بس حق کی قسم یہ تصویر — ہے دل و جاں رسل فخر امم یہ تصویر

بسکہ آئینۂ وحدت میں ہے ضم یہ تصویر — عالم نور ہے سرتا بقدم یہ تصویر

سایۂ زیبا ہی نہ تھا آپکے قامت کیلئے — روشنائی تھی یہی مہر نبوت کیلئے

چشم محبوب خدا نور کا اک پتلا ہے — سایۂ حق وہ شہ منزلت طٰہٰ ہے

اسکے قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہے — سچ ہے محبوب جو لاثانی ہے وہ یکتا ہے

لاکھ عاشق ہوں مگر لطف دو محبوب نہیں — ظل حق ہو تو ہو پر ظل نبی خوب نہیں

قد کے اوصاف رکھو یاد نہ بھولو بخدا — سجدہ سہو نہیں ایسی عبادت میں روا

آب آئینۂ باطن سے وضو کرکے ذرا — انی وجہت کرو نیت صادق سے سوا

اٹھ کھڑے ہوئے تعظیم دم طاعت ہے — یہی تکبیر میں عشاق کی قد قامت ہے

عرش پر کرسی بچھائے ہے مرا ذہن رسا — آب یہاں آمد مضمون ہے کہ وحی یوحیٰ

اے فلک فکر باندازۂ ہمت ہے بجا — تو و طوبیٰ و من و قامت محبوب خدا

قد بے سایہ مری چشم تمنا میں رہے — سایۂ طوبیٰ کا ترے عالم بالا میں رہے

راستی جوہر آئینۂ ایماں ہے ولا — کہدے ایمان سے کہ دو قد ہے الف ایماں کا

دیکھے دونوں الف اس کے تو کھلا یہ نکتا — ایک احمد کا الف ایک احد کا ٹھہرا

سر یمان حدیث و قدم اول کو عبور — دوسرا وادی ایمن میں ہے شمع سر طور

سر اقدس ہے جناب لب دریائے قدم — درۃ التاج ہے اس بحر کا یہ قطرۂ نم

میم احمد کا ہے دامان احد سے منضم — یوں حدوث اور قدم آکے ہوئے ہیں باہم

قطرہ بگریست کہ از بحر جدائیم ہمہ — بحر بر قطرہ بخندید کہ مائیم ہمہ

لئے اُمّت کے گناہ آپ نے اپنے سر پر
بخشش حق ہو نہ ہم پہ متوجہ کیونکر

دن گنے جاتے ہیں کب روز شمار آئے نظر
زلف مشکیں کو دکھا کر جو کہیں پیغمبرؐ

ہاں چلو حشر کے بازار کا سودا دیکھو
نقد سرمایۂ اُمّت کا سیاہا دیکھو

سایہ ہے فرق ہمایوں پہ جناب حق کا
پر و بال افسر شہ پر نہیں کھولے ہے ہما

عالم غیب کا سردار ہوا جلوہ نما
نہیں سرکار یہ سلطان حبش کی حاشا

کشور کاکل پر پیچ و خم سرور ہے
نہ ختن ہے نہ خطا ہے نہ یہ عنبر سر ہے

خوشنویس ازلی کا ہے وہ پُر زور قلم
کہ ہر اک حرف ہے اُس کا سند مستحکم

اہل ایماں کے لئے موئے سر شاہ امم
خط گلزار میں ہے سر خط گلزار ارم

کوچۂ خلد نظر آنے لگا دنیا میں
خوب فردوسیہ لکھا ہے خط طغرا میں

رخ پر نور کا ہے کاکل شبگوں سے ظہور
دیکھ لو دامن موسیٰؑ کے تلے شعلۂ طور

سنبھلے میں ہے عیاں جلوۂ ماہ پُر نور
ابر رحمت میں ہے خورشید قیامت مستور

شب معراج میں ہے شمع تجلی روشن
لیلۃ القدر میں ہے نور الٰہی روشن

وصف پیشانی میں ہوتا ہے قلم سر بر میں
لوح بسم اللہ ابرو جسے کہئے بیقیں

مصحف گل ہے رخ خاتمۂ نسخۂ دیں
سورۂ فاتحہ مصحف گل ہے وہ جبیں

گلشن عالم منزہ یہ رخ زیبا ہے
اُس گلستان مقدس کا یہ دیباچہ ہے

ہیں دو ابروئے سیہ زیب جبیں انور
طاق بتخانۂ خورشید کے آتے ہیں نظر

نقشہ ابرو کا دکھائے جو عطارد لکھ کر
مہ نو تیغ سے مریخ کی ہو دو پیکر

خواب میں بھی جو وہ زہرہ سی جبیں پیش آئے
مشتری طالع کنعان کی زحل ہو جائے

دیکھو ہم پہلوئے پیشانی انور ابرو
ہیں اسی آئینۂ صاف کے جوہر ابرو

آبروئے دمِ خنجر ہیں مقرر ابرو
موج دریائے شجاعت ہیں سراسر ابرو

مہ کامل میں مہِ نو کی یہ تصویریں ہیں
یا کھینچیں معرکۂ بدر میں شمشیریں ہیں

ایک رگِ مخفی ہے مابین دو ابروئے سیاہ
کہ نظر آتی ہے وقتِ غضب شاہنشاہ

طرفہ تشبیہ پہ پہنچی ہے سخنداں کی نگاہ
الف اسم چھپائے ہوئے ہے بسم اللہ

لفظ و معنی میں عجب ابروؤں کے طاق ہوئے
الف طاق چھپایا تو عدد طاق ہوئے

رگ جو کانٹا ہے تو شاہیں ترازو ابرو
مردمک سنگ ہے اور پلہ ہے چشم دلجو

آنکھ پڑ جائے اگر جانبِ امت سر مو
صاف رکھی رہے میزانِ قیامت یکسو

آپ پلہ پہ ہمارے ہوں تو کیا کھٹکا ہے
مردمِ چشم کہیں ہم نے اسے تولا ہے

طرفہ مضمون ہے مجھے پیشِ نظر ہو آگاہ
منظرِ چشمِ نبی پر بھی ذرا کیجے نگاہ

ایسی نرگس کہیں دیکھی ہے نہ بادام سیاہ
چشمِ بد دور عجب آنکھ ہے ماشاء اللہ

لاکھ اگر اچھی سے اچھی کوئی تشبیہ کہے
چشمکیں مارے سخن گو نظر فیہ کہے

اک نیا نسخہ نکالوں دل پر جوہر سے
صفحۂ پر سیم کی لکھیں جسے آبِ زر سے

پلکیں اکسیر کی بوٹی ہیں سنا اکثر سے
بوتۂ چشم پہ ہے آنچ رخِ انور سے

صدقے اے دولتِ بیدار ترے سونے کے
ڈھیلے آنکھوں کے نہیں ڈھیلے ہیں سونے کے

گوش پر نورِ تہِ زلفِ شب آسا مستور
کہیں دھوکے سے بھی دیکھے تو سحر ہو کافور

رنگ کا اس کے صبا سن کے چمن میں کافور
کہے گل سے کہ ہوا ہو نہ ٹھہر میرے حضور

گوہرِ وصف سے گر دامنِ دریا پُر ہو
یوں صدف سے کہے موتی کہ بس اب چل دُر ہو

سرِ فلک گوشِ قطب گرچہ یہ تشبیہ ہے تیز
چشم کا یہ ہے اشارہ کہ کرو اس سے گریز

ہے زمیں کعبۂ ابرو کی بڑی مردم خیز
رخ کے میدان میں ہر اک ذرہ ہے شمسِ تبریز

گوش و بینی کو یہی دیکھ کے سب کہتے ہیں
قطب صاحب انفاس یہاں رہتے ہیں

بینی اقدس شاہنشہ عالی منظر
آب آئینہ رخسار کی موج انور

خوبروئی کا بلندی پہ ہمایوں اختر
یوسف حسن کا معراج ہے یا پیش نظر

صفحہ خد مبارک پہ الف بینی ہے
دیکھنا عارض انور کا خدا بینی ہے

صورت چشمۂ کوثر ہے لب جاں پرور
نخل بادام وہ بینی ہے لب کوثر پر

شاخ اس نخل کی ابرو ہے جناب باطہر
اور اس شاخ میں یہ عین مبارک ثمر

دل عارف اسی کے سایہ میں دم لیتا ہے
نور یہاں اسی سایہ کے قلم لیتا ہے

چشمۂ سر سے اس بحر میں آب رونق ہے
نقطۂ ناک کی انگشت قلم سے شق ہے

وصف رخسار ادا کرنے کا مجھ پر حق ہے
ایک رخسار سحر سامنے جس کے فق ہے

مطلع صبح بیاضی ہے کہ نورانی ہے
حسن مطلع یہ مگر فرد ہے لاثانی ہے

روبرو آئے جو آئینہ تو اک سکتا ہو
شمع کے بھول ہوں اور جائیں جو کچھ دیکھے ہو

شامت آجائے جو خورشید کو یہ سودا ہو
چیخ ہو جائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو

حشر برپا ہو جو کنعانی مقابل آئیں
چرخ پر سورۂ یوسف کو ملک لے جائیں

روبرو جلوۂ خورشید کے سایہ کیا ہے
سامنے شمع منور کے اندھیرا کیا ہے

عاقلو غور سے دیکھو کہ یہ نکتہ کیا ہے
ذکر ہونے میں بھلا آپ کے شبہ کیا ہے

کوئی تدبیر تو پڑھنے کی بجا ہی نہ رہی
نور رخسار سے حرفوں میں سیاہی نہ رہی

لب جاں بخش کی تشبیہ دم عیسیٰ سے
دے نہ دم دیتے رہے گرچہ مسیحا بھی مجھے

آب حیوان کہا خضر نے گو گھنٹے دیئے
آب نقطہ رہ گئے خورشید کے چھوٹے شوشے

کہوں یاقوت تو وہ باتیں یہاں پاتی نہیں
لعل سمجھوں اسے آنکھیں میری تھہراتی نہیں

فکر دست در دنداں میں کٹا سارا دن — رات بھر تارے ہی گنتے رہے بیٹھے محسن
جسکی تشبیہ نہ ہو اُس کی صفت کیا ممکن — یوں تو ثابت ہے کہ سیارے ہیں روشن لیکن
غور سے دیکھئے تو شبہ کے یہ چھالے ہیں — بالب ساغر افلاک کے تبخالے ہیں

قطرہ جب سائل تشبیہ ہوا رو رو کر — آیا دامن میں لئے گرد یتیمی گوہر
پانی پانی میں ہوا جوش مروت سے مگر — معنی تازہ طبیعت سے کھلے یوں دل پر
کہ دریں قطرہ سائل نم لا تنہر نیست — در پے در یتیم آیۂ لا تقہر نیست

اک تبسم سے کلید در جنت ہے یہاں — ہوئے غفار کے دندانہ تشدید عیاں
نامۂ بخشش اُمت ہے جو حضرت کی زباں — لفظ اللہ سر نامہ ہے سلک دنداں
نامہ ملفوف لبوں میں ہے بطرز دلخواہ — ہے لفافہ پر خط پشت لب انشاء اللہ

اے سخنداں کئے اسرار دہن کس نے بیاں — مل گیا خاک میں جو چشمۂ آب حیواں
پہنچے ہیں حقہ گوہر کے جگر تک دنداں — درج یاقوت میں ہے آتش حسرت کا دھواں
رنگ غنچہ کا اڑا گل کی تعلی چھوٹی — منہ پہ پستہ کے ہوائی پہ ہوائی چھوٹی

کوئی کہتا ہے کہ اُس کو شکرستاں کہیئے — کوئی کہتا ہے ملاحت کا نمکداں کہیئے
خضرؑ بولے کہ اُسے چشمۂ حیواں کہیئے — اور سلیمانؑ نے کہا خاتم یزداں کہیئے
ہر جگہ مشتہر اُس کا لقب تازہ کیا — حق تعالےٰ نے اُسے صاحب آوازہ کیا

غنچے نے پیش کئے گرچہ ہزاروں مضمون — گفتگو اس میں ہے بولی مری طبع موزون
میں شگاف قلم صنع اُسے کیوں نہ کہوں — جس سے ظاہر ہوا سر خفی کن فیکون
شعرا نے اُسے کیا جانئے کیا کیا سمجھا — اسم اعظم کا مگر ہم نے معمّا سمجھا

ریش مرسل کو نبوت کا رسالہ کہیئے — کشش خط شکست دل اعدا کہیئے

سر فرمان خدا کا خطِ طغرا کہیئے
کلک تقدیر کا یا خط شفیعا کہیئے

اسکی رو داری سے اللہ نے بخشا ہمکو
ہے شفاعت کی سند خطِ شفیعا ہمکو

رخ پُر نور ہے قرآن کا پہلا نسخہ
ہاتھ سے اپنے جسے خاص مُصنّف نے لکھا

مشکل از بسکہ تھا مضمون دہن کا نکتہ
اِس لئے حاشیہ لکھا ہے خط رنگیں کا

رخ جو ایماں ہے تو یک جزو ہے یہ ایماں کا
ہے نیا حاشیہ یہ منہیہ قرآں کا

نگہ پاک الف صاد ہے چشم زیبا
لام گیسو ہیں سر منہ نہیں کچھ فرق اصلا

چہرہ پر ہے خطِ گلزار سے یعنے لکھا
کہ وہ ہے اصل پئے خلقت دین و دُنیا

جمع خاطر ہو تو یکجا یہ مضامیں کیجے
دیکھی تضمینیں بہت اک نئی تضمیں کیجے

پردۂ کعبہ ہے گیسوئے حبیب یزداں
اور محراب حرم کا ہے اُس ابرو پہ گماں

اُس میں پاکیزہ مصلّا ہے نگہ کا داماں
مردم چشم ہے بیٹھا ہوا اک ناظر خواں

زیر رخسار مبارک وہ خطِ ریش لطیف
رحل ہے جس پہ کھلا رکھا ہے قرآن شریف

لو لگائے ہے یہی روشنی طبع ولا
شمع کافوری گردن کا دکھائے جلوہ

نہیں پروانگی پاتی ہے مگر فکر رسا
پر یہاں جلتے ہیں جبریل کے اندیشہ کجا

سرفرازی اسی گردن کو بہت زیبا ہے
آتش حسن گلو سوز کا یہ شعلا ہے

بارک اللہ وہ گردن ہے کہ فوارۂ نور
جس سے ڈوبے عرق شرم میں ہے شمع طور

کیسی مینا و صراحی کا یہاں کیا مذکور
بزم تنزیہہ کی کہیئے اُسے مینائے طہور

جسکی کیفیت اگر دیدۂ باطن میں نہ آئے
خلد میں شربت دیدار حق پھو ہو جائے

بال گردن پہ جھک آئے تو ہوا یہ روشن
کہ شب فکر میں افروختہ ہیں شمع سخن

ہے تجھے کس لئے اے خامۂ ایجاد الجھن
انتخابی ہیں سب اشعار بیاض گردن

ہر شب و روز چہ آشفتہ بسر می بردی — تا کہ مسودہ گیسو بہ بیاض آوردی

صفت مہر نبوت کا بیاں ہو کیوں کر — خامشی مہر دہن اور سخن ہے ششدر

مہر کی پشت کے فقروں سے یہ حق نے لکھ کر — کہ ہوا نامۂ پیغامبری ختم اس پر

ہوئے پھر بھی جو سیہ دل متنبی گمراہ — ختم اللہ علی قلبہم انا للہ

مہر انور کے جو معلوم ہوئے حرف تمام — کلمہ اس سے نمایاں تھا نہیں اسمیں کلام

راست ہے دعویٰ مقبولی دین اسلام — ایک ہی مہر شہادت میں لکھے ہیں دو نام

نئے انداز کی یہ مہر ہوئی عالمگیر — ایک سکے میں کھدا نام شہنشاہ و وزیر

دست رنگیں کی صفت بار خدایا کیا ہے — شاخیں نکلیں جو کہوں شاخ گل رعنا ہے

طوطی ناطقہ اس باغ میں چپ رہتا ہے — بلبل طبع کو غنچہ کی طرح سکتا ہے

ہاتھ باندھے ہوئے جبریل کھڑے رہتے ہیں — دست گلچیں کو یہاں دستۂ گل کہتے ہیں

ہاتھ کھینچے ہوئے ہے رنگ ہے معنی کا فق — قلم انگشت ششم ہے کف افسوس ورق

کلک مداح نے جب صفحہ کی بخشی رونق — ہو گیا سینہ عطارد کا بھی حسرت سے شق

رنگ و بو ظاہر و باطن کی سب اکجا ہو کر — میرے ہاتھوں پہ تصدق ہوئی گجرا ہو کر

بند دست آپ کا ہے یا کوئی خمسہ کا بند — طبع اوستاد ازل بھی ہے عجب نازک بند

انگلی ہر ایک ہے وہ مصرع موزون و بلند — انگلی رکھ سکتے نہیں جس پہ کہیں دانشمند

مجھکو فخر صفت پنجۂ اقدس بس ہے — اس مسدس کے شرف کو یہ مخمس بس ہے

گو کف دست منور کو میں کہتا ہوں ماہ — غور کیجے کہ یہ تشبیہ نہیں خاطر خواہ

مہر انور ہے ہتھیلی مہ نو ناخن شاہ — دونوں جس وقت مقابل ہوئے اللہ اللہ

ہم نے یہ معجزۂ عقد انامل دیکھا — اک گھڑی میں مہ نو کو مہ کامل دیکھا

کون لکھے صفت سینۂ صاف سرور — دست بر سینہ ہیں حسرت سے یہاں جن و بشر
اور کہتے ہیں فرشتے یہی حیراں ہو کر — لوح محفوظ ہے یا عرش خدا پیش نظر
صدر ایوان رسالت کا عجب سینہ ہے — صورت علم لدنی کا یہ آئینہ ہے
صاف دبے موئے نبی کا بر سیمین شفاف — جیسے نقطوں سے حروف الف صدر ہیں صاف
ہاں مگر سینہ سے ہے اک خط مشکیں تا ناف — جس کو کہتا ہے سخنور کشش مرکز قاف
صدر پر نور کے شق ہونے کی تمثال ہے یہ — عقل کہتی ہے وہ آئینہ ہے اور بال ہے یہ
مخزن گوہر اسرار شب اسرا ہے — شرح صدر شہ عالی کا یہ اک نکتہ ہے
جو کہ لبریز لطافت ہے یہ وہ چشمہ ہے — جس میں امواج لطائف ہیں یہ وہ دریا ہے
خط نہیں سینہ میں شاہنشہ بحر و بر کے — عنبریں موج ہے یہ بحر میں گویا بر کے
گرچہ پرواز میں اندیشہ ہے بال جبریل — اور احیائے مضامین میں ہے فکر اسرافیل
نہ ملی پر کوئی نازک سی کمر کی تمثیل — ہو گیا ہمعدد لفظ عدم لفظ عدیل
قاف تک ہم نے بہت قاف کمر ڈھونڈھا ہے — کمریں دیکھی ہیں پر ایسی کمر عنقا ہے
ہیچ اس جا ہے کسی تیغ و کمر کا مذکور — اس کے اوصاف ہیں مشہور میان جمہور
تا کمر غرق عرق ہو گئے سب اہل غرور — سامنے اسکے کوئی باندھے کمر کیا مقدور
سنکے اوصاف شجاعان جہاں گھبرائیں — چیتے میدان میں جو آئیں تو ہرن ہو جائیں
لا خط نسخ میں لکھو تو کہوں اک نکتہ — لام الف کا ہے تقاطع وہ کمر صل علی
واہ کیسا کمروں پر یہ خط نسخ کھچا — کمر یار کو معدوم ہے سمجھے شعرا
نہیں ثابت قدم اس نفی سے استثنا بھی — یہ وہ لا ہے کہ نہیں اس سے بچا الا بھی
سر عالم ہے فدائے قدم پاک نبی — وصف میں جس کے سخنداں کا لگا گھٹنے جی

ہاتھ آیا ہے جو کاغذ تو یہ حسرت ہے نئی
نہیں چلتا ہے لگی پائے قلم میں مہندی

سر بزانوے ادب آکے سخنگو بیٹھیں
فکر عالی کے فرشتے بھی دوزانو بیٹھیں

دیجئے کیا اُسے شمشاد و صنوبر سے مثال
چمنستانِ ارم اُسکے قدم سے ہے نہال

سرو جنت سے نکل آئیں پئے استقبال
کہے سبزہ کہ مجھے شوق سے کیجئے پامال

مثل بلبل کے سرِ راہ بچھائیں گل چشم
فرش فردوس گلابی ہو تو ہو بلبل چشم

شور ہے عالم بالا پہ قدِ رعنا کا
سر افلاک ہے فدیہ قدم والا کا

ساق ہے نخلِ تمنا ملاء اعلےٰ کا
خاک پہ غازہ ہے حوروں کے رخ زیبا کا

رکھدیا آپنے جس فرش پہ دو بار قدم
بڑھ گیا پایہ میں وہ عرش سے بھی چار قدم

بزم میں تذکرہ پائے نبیؐ گر سن پائے
شمع گو رشک سے جلجائے مگر سر نہ اٹھائے

ناخن پا جو ذرا عقدہ کشائی پر آئے
گرہِ ابروئے خوباں کی حقیقت کھل جائے

ماہ نو گر کہیں ہمچشمی کا خمیازہ کرے
ناخنہ چشم فلک میں خلش تازہ کرے

لو مبارک ہو قدمبوسی حضرت محسن
کس کو ہوتی ہے نصیب ایسی سعادت محسن

اب نہیں باقی ہے کچھ خواہش ہمت محسن
آرزو اتنی ہے بس روز قیامت محسن

سر کے بل جاؤں جو نقش قدم سرور پر
صاف محشر کی زمیں رکھ لوں اُٹھا کر سر پر

ہے یہ اُمید کہ جب گرم ہو بازار نشور
یوں کہے بادشہِ بارگہِ عالم نور

لو سراپا ہمیں تم دو عوض حور و قصور
میں کہوں واہ مجھے یہ نہیں ہرگز منظور

مفت حاضر ہے مگر اسکی یہ ترکیب نہیں
کھونٹے داموں بکے یوسف کی یہ تصویر نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حال ولادت صبح اکرم ۸۴۲ — ۱۲۸۹ ہجری نبوی صلعم — صلے اللہ علیہ وسلم ۴۴۷

مثنوی صبح تجلی

بیضاوی صبح کا بیان ہے — تفسیر کتاب آسمان ہے
ہے خاتمۂ شب دل افروز — دیباچہ نگار نسخۂ روز
آثار سحر ہوئے نمایاں — سیپارہ لئے ہوئے ہے دوراں
واللیل کو ختم کر چکا ہے — آمادۂ دور والضحیٰ ہے
عنوان فلک ہے در منثور — لوح زریں سورۂ نور
اطراف بیاض مطلع صاف — والفجر کے حاشیہ پہ کشاف
معمورۂ دہر تا بیاباں — ہمطالع کشور بدخشاں
ہر دشت ہے مثل دشت ایمن — ہر کوہ برنگ طور روشن
عالم میں ہے آفتاب تاثیر — آب حلب و ہوائے کشمیر
جزدان سپہر میں ہے پنہاں — مشکوٰۃ شریف مہر تاباں
آنکھیں نظارہ کی طلبگار — نظارہ کا بخت خفتہ بیدار
منظور ہے حسن کا تماشا — ہر دیدہ ہے دیدۂ زلیخا
ہے شرق سے غرب تک پریشاں — نور عینین پیر کنعاں
وہ سورۂ یوسف تجلی — یہ مطلع مصر کی عزیزی
پستی کا دماغ آسماں پر — اوج افلاک مہر گستر

وہ ہے بلغ العلےٰ کی تفسیر — یہ ہے کشف الدجیٰ کی تعبیر
مضمون طلوع صبح صادق — مشہور روایت مشارق
موقوف حدیث شب کی تصحیح — رکھ دیجیے طاق پر مصابیح
ظلمت کا چراغ بے ضیا ہے — انجم کا ستارہ ڈوبتا ہے
مہتاب کی چاندنی ڈھلی ہے — مریخ کی سست مشتری ہے
روپوش دبیر چرخ اخضر — ظلمت کا سیاہ کر کے ابتر
اہل مدکمکشاں ہے مفرور — پروانہ نویس شمع کافور
زہرہ کا سفید ہو گیا رنگ — نظم پروین کا قافیہ تنگ
ہے فکر سپہر رات بھر کی — کیا بات ہے مطلع سحر کی
پر مطلع صبح صادق استاد — از دیدۂ نوشت صاد بر صاد
ہے وقت اخیر شب خلاصا — الواح زبرجد فلک کا
ہنگام سپیدۂ سحرگاہ — ساعات میں روز و شب کی واللہ
یک مخبر صادق البیان ہے — پیغمبر آخر الزمان ہے
کیفیت وحی میں ہے بلبل — ہے وقت نزول مصحف گل
سبزہ ہے کنار آب جیحوں — یا خضر ہے مستعد وضو پر
نوبت ہے صلائے قمریاں کی — طیاری ہے باغ میں اذاں کی
محو تکبیر صبا ختا ہے — نذر قامت سرو دلربا ہے
اک شاخ رکوع میں گئی ہے — اور دوسری سجدے میں جھکی ہے
سوسن کی زبان پر مناجات — بھاری لب جوی التحیات

تسبیح شگوفہ یا مصوّر — تحریمۂ تاک رب اغفر
پھیلی ہوئی بوٹے گل چمن میں — اور صلِّ علیٰ کا غل چمن میں
غنچے میں ہے خامشی کا عالم — یا صوم سکوت میں ہے مریم
کیاری ہر یک اعتکاف میں ہے — اور آب رواں طواف میں ہے
پابند زکوٰۃ نامیہ ہے — کانٹا زر گل کو تولتا ہے
لایا یہ مجاہد صبا رنگ — نافرمان ہو رہا ہے چور رنگ
سالک ہے چمن میں نہر موزوں — مجذوب ہے شاخ بید مجنوں
ہے صوفی صاف دل صنوبر — تحریک نسیم حالت آور
ہر تخم بخلوت آرمیدہ — ہر ایک ثمر خدا رسیدہ
ابدال یہیں برگ و نخل اوتاد — ہے نعم العبد سرو آزاد
خدمت میں بہار کی صبح ہے — سبزہ سنبل کا بالکا ہے
سجادہ بدوش لالہ یکسو — یکسو شب زندہ دار شبّو
ہے استغراق نیلوفر کو — پاس انفاس ہے سحر کو
سیفی جو زبان خار پر ہے — نرگس کی نگاہ میں اثر ہے
وحدت ہے چمن میں مغز تا پوست — صادق ہے بہار پر ہمہ اوست
غنچہ نہ رہا تو گل ہوا ہے — واصل ہے جسے یہاں فنا ہے
کہتا ہے اشارۃ لجالو — موتوا من قبل ان تموتو
خرقہ ہے نصیب یاسمن کو — عمامہ ملا ہے نارون کو
پیرایۂ نور میں سمن ہے — سلطان مشائخ چمن ہے

عطار شمیم گلستاں کی ہم مرتبۂ فرید بوئی
پھولوں میں ہے یوں گلاب خوش آب جیسے قطبوں میں قطب الاقطاب
کیوڑا گلزار پُر فضا میں غوث الثقلینؒ اولیاؒ میں
ہر شمع خموش فکر میں ہے ہر طائر شوق ذکر میں ہے
سوزش میں قلندرانہ قمری اور چشتی سبز پوش طوطی
ہے خواجہ نقشبند ذی جاہ طاؤس علیہ رحمۃ اللہ
ہر کبکِ دری خلیل آذر ہُدہُد نام خدا پیمبر
اعجاز نسیم صبحدم ہے انفاس مسیح کی قسم ہے
عالم میں وہی ہوا ہے چلتی جو صبح الستُ کو چلی تھی
تنزیہہ ہے مست نغمہ ہو ہنگامۂ لا الٰہ ہر سو
با شان و شکوہ جلوہ فرما شاہنشہ تخت گاہ الا
سامان ظہور کی ہے تمہید قدرت پہ ہو رہی ہے تاکید
فیض روح القدس عیاں ہو افشای رموز کن فکاں ہو
آئینۂ ہو چار سوے عالم لبریز تجلیات پیہم
ہر قطرہ ہو جو مثال بحر و بر ہر ذرہ ہو آفتاب پیکر
وہ شان ہو آج رنگ و بو کی مصداق ہو جل شانہ کی
لو ہم نے حباب کو عطا کی آب حیواں کی میر بحری
فرمان بقا کے مستند ہوں احکام فنا کے مسترد ہوں
کثرت وحدت میں ہو کے فانی حاصل کر و عمر جاودانی

مہمان حدوث کا قدم ہو — امکان پہ وجوب کا کرم ہو
سیرابی تازہ روپ دکھائے — ہر شاخ خمیدہ راست ہو جائے
اسرافیلؑ اپنی صور لائیں — پھر رنگ رمیدہ کو جمائیں
عزرائیلؑ اب کریں نہ دورا — ناکار و کے رہیں عدم کا
اللہ اللہ کیا سماں ہے — ہر شے کو حیات جاوداں ہے
سرسبزی ہے باغ میں جناں کی — آمد ہے بہار بے خزاں کی
لوح و قلم ادیب تقدیر — محو خط نسخ عالم پیر
ایام کا بخت پھر جواں ہے — پھر عہد شباب آسماں ہے
ہستی و عدم میں ایک لے ہے — لاشے کے بھی لب پہ آج نے ہے
کیفیت خرمی سے مسرور — رنگیں طبعان محفل نور
رضواں نے کہیں سبیل رکھی — ہر کوزہ سلسبیل رکھی
طیار کئے بحکم باری — میکائیل یک طرف نہاری
آئے لئے ساغر و صراحی — کوثر سے کچھی ہوئی صبوحی
گلدستے بہشت کے بنائے — جبریلؑ درود پڑھتے آئے
بیٹھے ہوئے وہیں خوشی سے پھولے — غلمان لئے ہار حور گجرے
خاکہ ہے زمین و آسماں کا — نقشہ ہے مکاں میں لامکاں کا
گویا اتر آئی ہے زمیں پر — مینا بازار چرخ اخضر
نازل ہوئے عرش سے فرشتے — سب حیّ علی الفلاح کہتے
حاضر ہوئی روح پاک آدمؑ — دوراں نے کہا کہ خیر مقدم

ہم رنگ ارم زمانہ بشگفت — طوبیٰ لک یا آبا البشر گفت
انوار ہیں نوحؑ کے نمایاں — یا ابر کرم کا جوش طوفاں
رحمت کے لباس میں ہیں چپ و راس — شیثؑ و ادریسؑ و خضرؑ و الیاسؑ
یمن و برکت لئے ہیں موجود — ہارونؑ و شعیبؑ و صالح و ہودؑ
خاتم پہ لکھے ہوئے سلیمان — نقش تسخیر جن و انسان
بسم اللہ صاد صبر ایوبؑ — الحمد کتاب شکر یعقوبؑ
یوسفؑ مع عزت و مناصب — یونسؑ مع ماہی و مراتب
داؤدؑ لئے زبور پہونچے — موسیٰؑ مع شمع طور پہونچے
کعبے میں خلیلؑ کا ہے جلوہ — بت کرنے لگے خدا کا سجدہ
اسحاقؑ مع ذبح آئے — لقمان مع مسیح آئے
تھے حسن فروش جلوہ مشتاق — ارواح کے ساتھ ساتھ اخلاق
انواع محاسن و کمالات — اقسام صفات و عمدہ حالات
جو کچھ اب تک ہوا ازل سے — ہونے والا ہے جو کچھ آگے
ہر نکتہ جانفزائے ناسوت — رازِ ملکوت و سرِ لاہوت
توحید کی شان راست بازی — تجرید کی وضع بے نیازی
استغنا ہمرکاب تسلیم — اقبال کے ساتھ تخت و دیہیم
دانش دانائے سرِ مکنون — سرمایۂ نازش فلاطون
وہ نظم فصیح جس کا سحبان — طفل نا خواندہ دبستان
وہ دولت و جاہ روز افزوں — جس کے بندوں میں تھا فریدوں

حاتم کا وصف جود و کامل — عدل نوشیروان عادل
حکمت مفتاح قفل مقصود — علم آئینہ وجود و معبود
ہر گوہر قلزم ولایت — ہر نیر مطلع ہدایت
صدیقؓ کا صدق و استواری — عثمانؓ کا حلم و بردباری
آوازہ عمرؓ کی صاحبی کا — اور دبدبہ مرتضیٰ علیؓ کا
ریحان بہشت روح پرور — خلق حسنؓ شگفتہ منظر
رنگینی لالہ زار ایمان — جانبازی سید شہیدانؓ
آثار مجاہدین ابرار — انوار مہاجرین و انصارؓ
مقبولی بایزیدؒ و ادہمؒ — محبوبی خاص غوث اعظمؒ
عرفان ابو سعید و کرخی — روشن ولی جنیدؒ و شبلیؒ
گستاخی عاشقان مغرور — رسوائی دار و گیر منصورؒ
عشق آفت عاشقان جانباز — حسن آئینہ تجلی ناز
مجنون و ہجوم حسرت دل — لیلیٰ مع ساربان و محمل
القصہ یہ دیکھ کر تماشا — حیرت ہوئی آ کے جلوہ فرما
کہتی ہوئی کیا ہے آج سامان — کھلتا نہیں کچھ ہنر نہاں
خورشید فلک کے ساتھیاں ہیں — یوسف ہے غبار کارواں ہیں
خلوت گہ حسن ہے زمانہ — اور جلوہ صبح شاہدانہ
ڈوبے ہوئے رنگ میں چمن کے — نکھرے ہوئے روپ میں دلہن کے
نور شید ظہور کا شرف ہے — معراج نظر کو ہر طرف ہے

مظہر کا خطاب میرزا ہے — منظر کا لقب ابوالعلا ہے
شبنم کو دمِ فلک تابی — مٹی میں کمال بوترابی
ہر قطرہ میں آب و تاب گوہر — ہر موج شعاع مہر انور
آفاق میں ہے تجلی نور — یا شان نزول جلوہ طور
کرتا ہے فلک سجود پیہم — مائل بزمین ہے عرش اعظم
اونچی ہوئی یہ مکان کی کرسی — سب کھل گئی لامکان کی قلعی
مرکز کو چلی گئی ہے کیا نار — آتشکدے گل ہوئے جو یکبار
پانی طوبیٰ کی جڑ میں پہنچا — جو خشک ہوا ہے بحر سارا
ہے خاک کی طبع میں روانی — جو دشت سماوہ میں ہے پانی
چلتے ہیں یہ کس ہوا کے جھونکے — ہوش اڑتے ہیں جن سے کاہنوں کے
باندھا وہ قضا نے لعن کا لام — ابلیس کی فوج میں ہے کہرام
بت مہر سکوت بر دہاں ہے — بتخانوں میں شور الاماں ہے
کس کی شوکت کا زلزلہ ہے — قصر کسریٰ جو ہل رہا ہے
ہے کس کو خطاب ایزد پاک — لولاک لما خلقت الافلاک
گم نور وجود میں عدم ہے — آغوش حدوث میں قدم ہے
ہے فرش پہ عرش کی تجلی — کہتے ہوئے لا اُحبّ الآفلین
ہے قبلہ ہر ایک سمت پُر نور — ہر بیت ہے مثل بیت معمور
ہر نقش کمال کا سزاوار — ہر جزو میں عقل کل کے آثار
کیا رنگ قبول جلوہ گر ہے — ہر گل پہ ہزار کی نظر ہے

ہے چاندنی ایک ماہ پیکر — سورج سکھی آفتاب انور
اور رنگ نشین باغ ہے گل — اور ہفت ہزاریوں میں بلبل
ذی حکم خزانہ اشرفی ہے — صد برگ کا کلکم پانصدی ہے
عباسی کو دعوے فتوت — داؤدی کو شبہۂ نبوت
ہر دانہ ہے عابد سحر خیز — ہر ذرہ ہے خاک شمس تبریز
القاب نسیم دامن دشت — مخدوم جہانیاں جہاں گشت
خالق کا کرم ہے فیض گستر — بخشش کا صلا ہے عام گھر گھر
روے حسنات سوے اخیار — چشم رحمت سوے گنہگار
ہے فکر میں عابدوں کی طاعت — محسن کی تلاش میں شفاعت
جیسی اُس دن سحر ہوئی ہے — ایسی کبھی پیشتر ہوئی ہے؟
ایں نسخہ چہ انتخاب دارد — ایں صبح چہ آفتاب دارد
ناگاہ بجلوۂ عبارت — پیدا ہوئی غیب سے بشارت
یہ صبح سعادت جہاں ہے — نوروز بہار جاوداں ہے
مفتاح خزینہ ہائے اسرار — مصباح تجلّیات انوار
ہے بدر کمال اوج تشبیہ — لبریز جمال مہر تنزیہ
نازل ہے زمیں پہ کبریائی — بندے کے لباس میں خدائی
اُس وقت دیار میں عرب کے — مطلع سے تجلّیات رب کے
برج شرف قریشیاں میں — اور ہاشمیوں کے خاندان میں
کعبے کی زمین نامور سے — اور عبد المطلب کے گھر سے

اسلام کا آفتاب چمکا — بے پردہ و بے نقاب چمکا
پیدا ہوئے سرورِ دو عالم — پیدا ہوئے فخرِ نوحؑ و آدمؑ
محبوبِ خدا نبیِ مرسل — صبحِ دو میں روزِ اول
شاہنشہِ انبیا محمدؐ — تاجِ سرِ اصفیا محمدؐ
پیدا ہوئے حضرت پیمبرؐ — صبحِ قدرت کے سعدِ اکبر
واللیل اشارتے زمویش — والشمس عبارتے ز رویش
خورشیدِ سپہرِ دین محمدؐ — نورِ عینِ الیقین محمدؐ
پیدا ہوئے قبلۂ طریقت — پیدا ہوئے کعبۂ حقیقت
مقصودِ ازل اجل و اعلیٰ — منظورِ حضورِ حق تعالےٰ
سلطانِ فلک حشم محمدؐ — مہرِ عرب و عجم محمدؐ
پیدا ہوئے پادشاہ ذیجاہ — آرایشِ تختِ لی مع اللہ
عینِ عرفان و مردمِ عین — ابروئے جبینِ قابِ قوسین
جان و دلِ مرسلین محمدؐ — روحِ روحِ الامین محمدؐ
پیدا ہوئے خاتم النبیینؐ — مہرِ عرفانِ عز و تمکین
با میم احمدؐ احد بلا میم — شایستۂ صد صلوٰۃ و تسلیم
گنجینۂ اصطفا محمدؐ — آئینۂ حق نما محمدؐ
محورِ رضواں حق روانش — آل و اصحاب پیروانش
کیفیت وجد میں ہے آب ذوق — کہتا ہے خطیب خامۂ شوق
ہے ذکر ولادت پیمبرؐ — اعلیٰ اولیٰ اہم و اکبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخمس نعتیہ

تاریخ قصیدہ از مصنف قصیدہ ابیات نعت ۱۲۷۴ھ

تاریخ مخمس از مصنف خمسہ مخمس نعتیہ ۱۲۷۵ھ

بمن بسم اللہ[1] آزادی ہوں سر پر تاج ہے مد کا — الف آزادگی کا راست نقشہ ہے مرے قد کا
تجرد تختۂ اول ہے میرے مشق بے حد کا — مٹانا لوح دل سے نقش ناموس ابوجہد کا
دبستان محبت میں سبق تھا مجھکو ابجد کا

کیں کو بے خطا مارا ہے اُس نے تیر مژگاں سے — کہ آیا جوش میں طوفان خجلت آب پیکاں سے
پریشانی عیاں ہے سر بسر کیوں زلف جاناں سے — الٰہی کس کے غم میں نکلے آنسو چشم فتاں[2] سے
کہ عطر فتنہ میں ڈوبا ہے رومال اُس سہی قد کا

مے بیدرد حسن صاف تک تھی ساری مشتاقی — گیا وہ دور اب تو دنیسے کیوں ہے اتنی ناچاقی
یہ ٹھنڈی گرمیاں کہہ چھوڑ کچھ انصاف کر ساقی — کہاں ہے آتش یاقوت لب میں وہ بھڑک باقی
کہ خط سبز نے چھینٹا دیا آب زمرد کا

صف اغیار ہے مجلس نشیں پہلوئے قاتل میں — کوئی کہدے کہ مجھکو کیوں پھنسا رکھا ہے مشکل میں
یہی تعزیر دی اتنی تو ہو میری جگہ دل میں — کنارے پر بٹھالے مجھکو ظالم اپنی محفل میں
گناہ شوق بیحد سے جو میں ہوں مستحق حد کا

---

[1] این تاریخ صنعت زیبا نہاد است کہ اعداد آں بدیں طور گرفتہ شوند الف با یا و الف تا ۱۱۱ ۱۴ ۵۱۲ نون عین تا ۱۰۸ ۵۳۱ ۱۲۷۴ + ۱۲

[2] اشک چشم فتاں با عطر فتنہ لفظ مناسبت تمام دارد + ۱۲

قلم رکھدے قلم کر اپنے دونوں ہاتھ خنجر سے — سراپا اُس کا تو کھینچے گا سر توڑا اپنا پتھر سے
چلا ہے کھینچنے اُس قد کو کیا قمری کے شہپر سے — بنایا خامۂ موگو ہمارے دست لاغر سے
کھنچا لیکن نہ دامن اے مصوّر اُس سہی قد کا

کیا گو صفحۂ تصویر دل کا آئینہ تو نے — مگر جلوے نہ دیکھے اُس میں عکس روی تاباں کے
نہ دیکھی خال کی رنگت سواد چشم حل کر کے — بنایا خامۂ موگو ہمارے دست لاغر سے
کھنچا لیکن نہ دامن اے مصوّر اُس سہی قد کا

یہ اسباب جفا مٹ جائیگی نقش فنا ہوکر — کمند اے ترک رہ جائیگی آہ نارسا ہوکر
کمان بل کھائیگی اور تیر لگا چلہ کس ہوا ہوکر — اُڑینگے چٹکیوں میں تیر ترکش سے جدا ہوکر
ہمارے بعد ہے اللہ تیرے ظلم بے حد کا

زبانیں خلق کی میرے سنبھالے کب سنبھلتی ہیں — کلیجے پر برابر برچھیاں طعنوں کی چلتی ہیں
نئی عادت جو ڈالی کب یہ باتیں تم کو کھلتی ہیں — چھپے تم مجھ سے کیوں رہتے ہیں شامیں نکلتی ہیں
تمہارے پردے میں عالم ہے ذوالقرنین کی سد کا

خبر آنے کی تھی پیغام اجل کا جان مضطر کو — الف آسا بنایا مدزائد جسم لاغر کو
مٹایا نیستی نے یکقلم ہستی کے دفتر کو — ہوا میں ناتواں سُن کر صدائے پائے دلبر کو
مجھے کھٹکا تھا مثل ہمزہ[1] وصل اُسکی آمد کا

جو فکر شعر کی موج آگئی صحرائے وحشت میں — گیا جی ڈوب ڈوبے اس قدر دریائے فکرت میں
دُر معنی نہ پایا اور کوئی جوش رقت میں — لکھے رو رو کے مضمون یکسی کے وشت غربت میں
زمین شعر پر عالم ہوا دریا بر آمد کا

---

[1] ہمزۂ وصل از اتصال لفظ سابق ساقط میشود۔ ۱۲

دکانِ حسن چمکی بندۂ بے دام خلقت ہے — تہ محراب ابرو سجدۂ آب عین عبادت ہے
خریداری تری جاں بیچکر حکم شریعت ہے — ترے بازار میں ایماں فروشی رکن طاعت ہے
دمِ سودا ہے سنگ ترازو سنگ اسود کا

ترے آگے زمیں میں گر گیا سر وہ چمن واللہ — خراماں تو ہوا کبک دری بھولا چلن واللہ
غضب گیسو بلا شوخی قیامت بانکپن واللہ — تری کیا بات ہے اے شاہد پاک سخن واللہ
عجب انداز ہے ناز و ادا کا چال کا قد کا

ترا کلمہ پڑھیں کیونکر نہ خوبان جہاں یکسر — نہیں ہے تجھ سا کوئی قاف تا قاف اے پری پیکر
گرا نظروں سے حسن او خطائے نیرو زبر ہو کر — مقابل تیرے سو حرف آئے خوبان نگاریں پر
ادا و ناز میں موجد ہے تو طرز مجدد کا

مری باریک بینی یا کمر کا تیری مضمون ہے — مری رنگیں بیانی یا ترا رخسار گلگوں ہے
مری سحر آفرینی یا تری آنکھوں کا افسوں ہے — مری طبع رواں ہے یا تری رفتار موزوں ہے
مرا مصرع ہے یا سیدھا مضمون ہے ترے قد کا

مخمس تیری پانچوں انگلیوں کا ایک خاکہ ہے — رباعی چار ابرو کا مقرر سادہ نقشہ ہے
جو رنگیں قطعہ ہے یاقوت لب کا ایک ٹکڑا ہے — تری زلف رسا کا شعر اک ادنیٰ سا نکتہ ہے
کرشمہ ہے غزل تری غزال چشم اسود کا

ترے بلبل شیراز کے دلکش نہ ہوں کیونکر — کہ تیری بوستان حسن ساری ہے اسے ازبر
ملا رنگ قبول ایسا کہ مثل لالۂ احمر — لکھا سو جاں سے دیباچہ گلستاں کا سویدا پر
تصور جسکے دل میں خال خال آیا ترے خد کا

جو ایماں ہو سراپا مصحف ناطق تجھے سمجھے — ہوئے ہیں معنی والشمس روشن پرتو رخ سے

سوادِ زلف سے حل مو بمو اللیل کے عقدے بعینہٖ[۱] افتتاحِ سورۂ صاد آنکھ کو کہیے
جو ابرو کے کشیدہ ہیں ہے نقشہ صاد کی مد کا

مضامیں شوخ چشم فتنہ گر کے فیض سے دیکھے ہوئے ہیں ماخذ رنگیں بیانی لعل لب تیرے
سر منہ سے ترے بستہ نکلتے یک قلم نکلے نکالی چیستاں چوٹی کی گیسوئے مسلسل سے
معما نام رکھا ہے ترے موئے معقد کا

شبِ معراج کا مضموں ملا آنکھوں کے کاجل سے ہوئے حل معنی ما زاغ چشمان مکحل سے
مری فکر رسا بڑھکر جو ابجد خط اول سے نکالی چیستاں چوٹی کے گیسوئے مسلسل سے
معما نام رکھا ہے ترے موئے معقد کا

سوادِ خطِ ریحاں ہے یہ سنبل زار مو بیشک گل مضموں نے پائی ہے گل عارض کی بو بیشک
ہوئی سحر البیانی تیری تحریر گلو بیشک یہ سب باتیں ہیں لیکن ہے ذہن میں گفتگو بیشک
کریں کیا ہم کو حق نے منہ نہیں بخشا خوشا مد کا

سخندانِ غیب داں بھی ہوں تو یہ راز خفی سمجھیں مٹائیں جب رقم ہستی کی حال نیستی سمجھیں
سمجھ حق نے جنہیں دی ہے معما یہ وہی سمجھیں محل[۲] گفتگو میں کیا حساب خامشی سمجھیں
مگر صفر دہان تنگ اشارہ ہے ندارد کا

دہن کے مدعی ہیں بیخود صہبائے نادانی جب آئے گا یہ نشہ آپ کھینچیں گے پیشانی

---

[۱] افتتاح سورۂ صاد حرف ص خط و در اسم قرآن نوشتن مدبر حرف مذکور صورت مشابہت با چشم و ابرو پیدا کردہ ۱۲

[۲] یعنی گفتگو کے محل میں خامشی کا کیا حساب ہے اس سے لازم آتا ہے کہ دہن ندارد ہے اور قاعدۂ حساب میں صفر علامت ہے مرتبہ کے ندارد ہونے کی فقط

نہیں اتنا سمجھتے مے کشاں بزم حیرانی دہن[1] ہوتا تو پھر کرتا نہ کیوں پیمانہ گردانی

یہ نقطہ ہو کے مرکز دور میم مدح احمدؐ کا

وہ احمدؐ جسکے پرتو سے ہے دل آئینہ معنی ثنا سے جس کی صندوق جواہر سینہ معنی
مرصع دست کاتب ہیں پری وستینہ معنی ملا ہے لب کو جسکے وصف سے گنجینہ معنی
زباں نے رتبہ پایا ہے کلید قفل[2] ابجد کا

بٹھا کر صف بصف چاروں طرف انبوہ قدسی کو چراغاں کی عوض چمکا کے انوار تجلی کو
بنا کر آئینہ فردوس کی ہر اک کیاری کو بچھا کر فرش اطلس کو جما کر عرش و کرسی کو
ازل سے انتظار اللہ کو تھا جسکی آمد کا

خضر تعلیم پائے رہبری جس کے دبستاں میں سلامت نوح جسکی جوشش الفت سے طوفاں میں
گدا ادریس جس کے کوچہ چاک گریباں میں قدم آنے سے جس کے مصر شہرستان امکاں میں
ہوا ہے یوسف کنعان لقب حسن[3] مقید کا

بچھائے آنکھیں جس کے خواب میں آنیکو ہر شیدا کیا ہے جس نے دامان شفاعت پر دعصیاں کا
حمایت پر ہے جس کی اُمت مرحوم کو تکیا ہمارا خواب[4] غفلت تکیہ گاہ مغفرت ٹھہرا
بروز حشر بن کر خواب مخمل جس کی مسند کا

---

[1] یعنی گر دہن فی نفس لام موجود می بود لقطہ مرکز دور میم مدح مے شد تا پیمانہ کش ما کہ از مقتضیات عمد دہن ست نصیب مے شد واز نقطہ کہ دور دلالت بر گردش دارد مناسبت پیمانہ گردانی ظاہر ۱۲

[2] قفل ابجد عبارت از دہن ۱۲

[3] مناسبت لفظ مقید بایوسف علیہ السلام ظاہر ۱۲

[4] یعنی خواب غفلت چوں خواب مسند مخمل حبیب خدا گردید مغفرت را تکیہ گاہ شد ۱۲

فروغ اُس سے شریعت کا ہے بیانش حقیقت کا وہی رنگ رُخ ناسوت شمع بزم لاہوتی
وہی ہے رونق ظاہر وہی ہے زینت مخفی بیاض عارض صورت سواد گیسوئے معنی
جواہر سرمہ چشم[1] گردش[2] چرخ زبرجد کا

عجب صورت سے چمکا اختر آئینۂ عالم صفا پاتا ہے اُس سے جوہر آئینۂ عالم
ہوئی خاک قدم خاکستر آئینۂ عالم جلائے کن فکاں روشنگر آئینۂ عالم
سعادت[3] ہے شرف ہے نیر نور مجرد کا

گرا دی قیمت جام شراب پرتگال اُس نے جدا کی ساغر افلاس سے گردِ ملال اُس نے
نکالا اپنے مستوں کیلئے گنجینے لعل اُس نے مے انگوری الفقر فخری کی حلال اُس نے
لطف ہے جام جم سے سنگ مقصود اُسکے مقصد کا

سوا اللہ کے دامن کش اور دنکے توسل سے نہ اُس کو کام حشمت سے نہ کچھ مطلب تموّل سے
شہنشہ دونوں عالم کا مگر نفرت تجمّل سے سریر جاہ پر فخر اُس کو دیہیم توکّل سے
حریم ناز بیں تکیہ خدا پر اُسکی مسند کا

چمک میں ہے رخ انور کہیں خورشید سے افضل یہ نقشہ نقش ثانی اور نقش یوسفی اوّل
شبیہ مصطفےٰ ہو کیوں نہ ہر مخلوق سے اکمل کھنچی ہے رحمت یزداں کی گویا شکل مستقبل
تعالی اللہ رنگ عارض اُس نور مجرد کا

---

[1] اضافت مقلوب بمعنی کحل الجواہر ۱۲
[2] گردش را با چشم مناسبتے ست ہماں وجہ تشبیہ ست ۱۲
[3] سعادت و شرف از صفات نیر و نور مجرد لفظے عام پس معنی بگستاخی نمی کشد ۱۲
[4] مقصد ش فقر بود شوکت و تجمل شاہانہ شکستن ۱۲

نہیں کو کام عین عام رحمت کو تغافل سے — خصوصیت کی صاد آنکھیں ہیں گر دیکھوں تامل سے
نہ دیکھیں کیوں گنہگاروں کو وہ چشم تفضل سے — ستر تاکید منظور خدا ہے لام کاکل سے
ہوا اظہار[1] دو ابرو سے یک نون مشدد کا

وہ صوت دھیان میں رکھتے ہیں ہم ہر چند عاصی ہیں — ہمیں دریائے جنت کھڑکیاں انتو کی ہوتی ہیں
بھولا کر آپکو بولے ہیں طاعت پر جو ناری ہیں — تصور کرنیوالے آپکے بے شبہ ناجی ہیں
بھروسہ ہے ہمیں اللہ کے قول موکد کا

بہت اونچے گئے موسیٰ تو کوہ طور تک پہنچے — بہت پلکیا علیؑ نے کھینچے چرخ پر چلے
نشانے دونوں تھے اسکے نشانے سے کہیں نیچے — ہدف ہو ہو گیا زور کمان دار نبوت سے
مقام قاب قوسین اکثر اونی تیر مقصد کا

ہدف ایسا مقابل شست ناوک کی اگر پائے — کماں سکھدے کماندار آپ کھنچکر تا ہدف جائے
تعجب کیا کہ احمد بڑھتے بڑھتے تا احد آئے — کشش جب قاب قوسین اندازا ازل کی زور دکھلائے
کمان حا سے چلہ کیوں نہ اتنے میم احمد کا

مدینہ کی طرف جائیں کہ ہم کعبہ کا لیں رستا — نظر آتا ہے ان دونوں گھر و میں ایک ہی جلوا
کہاں ایسا جبہ سائی کیجئے کچھ بن نہیں پڑتا — احد کو کیجئے یا احمد بے میم کو سجدہ
عجب مشکل ہے مضمون میری مفہوم مردد کا

---

[1] یعنی از عارض انوار لفظ الرحمن پیدا شد بدیں طور کہ صیغہ مستقبل از رحمت و لام کاکل بیائے لام تاکید نون مشدد و دو بر و یجائے نون ثقیلا ۱۲

[2] حا با کمان مشابہت دارد و چلہ با میم باعتبار عدد و مناسب بہت و لفظ احمد صورت وقوع میم در بطن حرف سر جا شکل مقصود پیدا مے کند ۱۲

احد احمد ہیں ایک ان دونوں کا مضمون مطابق ہے ہر اک انمیں سے ہے معشوق ہر اک انمیں عاشق ہے
نہیں مطلق دوئی کو دخل یہ دعویٰ صادق ہے دوئی بھی عین وحدت ہے محمد نفس ناطق ہے
مفسر ہے یہ جملہ آیۂ میم[1] مشدد کا

نبی ذی رتبہ سب ہیں آپ لیکن سب سے برتر ہیں یہ برہان اپنے دعویٰ پہ ہے کافی اے خرد پرور
صفی اللہ سے روح اللہ تک جتنے ہیں پیغمبر ملا نون نبوت سب کو میم عمر کھونے پر
یہاں گھٹ جانیمیں اسکے احد ہوتا ہے احمد کا

گھٹے اعداد[2] میم احمدی جب عمر حضرت سے نبی تو آپ تھے ہی بڑھ گیا پایا نبوت سے
ہوئے ہمنام بار بخت چمکا نور وحدت سے ہوا رتبہ میں افزوں قاف قلت کاف کثرت سے
معما پا گئی چشم تامل صاد سے صد[3] کا

جو پہنچا موجزن ہو کر تجلی گاہ یزداں میں بھرے سب قدسیوں نے گوہر مقصود داماں میں
سراپا دونوں عالم غرق ہیں اس بحر عرفاں میں چڑھا قاف قدم تک اور اترا کاف امکاں میں
ہے شور اس قلزم گوہر نما کی جذر کا مد کا

دم جنگ آپ نے تلوار کا جب کاٹ دکھلایا سیہ کاروں نے خوب اپنی سیہ کاری کا پھل پایا
سروں پر ابر شمشیر ہلالی اس قدر چھایا ہوئی شام آفتاب بت پرستی پر زوال آیا
مہ نو خوب چمکا بدر میں تیغ محمد کا

ہوا اسکی عداوت کی سمائی جب کسی سر میں مآل کار بربادی ہی تھی اس کے مقدر میں

---

[1] میم مشدد و حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر یک و معنی بجائے دو میم است ۱۲
[2] اعداد میم چہل اند و انبیا بعد گذشتن چہل سال عمر مرتبہ عالیہ نبوت فائز شدہ اند فقط ۱۲
[3] عدد صاد نود ست و اگر الف گم شود صد گردد ۱۲

پھرا جو اُس سے آیا گردش قسمت سے چکر میں اوتارا کاسۂ سر باڑھ کے ڈورے نے دم بھر میں
بنا چاک اُس سے گو برگشتہ ہو کر قلب مرتد[1] کا

عدو پر بھی عجب انداز سے کرتا تھا وہ شفقت عداوت بھول جاتا تھا نظر آتی تھی جب صورت
یہاں تک پھیلی اُسکے گلشن اخلاق کی نکہت عداوت ہوگئی تاثیر خلق عام سے الفت
سبب ہے شعلہ سیل آب شمشیر مہند کا

شرار برق خاطف سے ہوں دُونے دانۂ خرمن پڑے پانی تو حق آتش سوزاں ہو روغن
کرے باد سحر شمع سحر کو پھونک کر روشن عجب کیا ہے کہ خواب ناز میں سوتی ہے ناگن
نہ کھولے آنکھ اگر چھینٹا نہ دیں آب زمرد[2] کا

عداوت یکقلم زائل محبت نقش ہر دل ہے جو قاتل تھا وہ عیسیٰ ہے جو ظالم تھا وہ عادل ہے
کہاں اب دیدۂ احول دوئی ہر شے سے زائل ہے نہیں حیرت کے قابل گر کہوں میں ارہ واصل ہے
بیاں ہے یہ لب تشدید[3] حرف مشدد کا

نبی سے مرتبہ بڑھکر ہے کیا کہئے نبی اُس کو فضیلت فرد فرد انبیا پر حق نے دی اُس کو
خدا کا فضل سو زافزوں ہو جس پر کیا کمی اُس کو وصال حق سے حاصل ہے بقائے دائمی اُس کو
یہاں ہے وصل و باقی نتیجہ ایک ہی مد کا

بندھا ساماں جہاد روح و قالب کی جدائی کا جگر شق ہو گئے ہنگامۂ محشر ہوا برپا
زبس تھا آسماں عزو تمکیں پیکر والا پڑا لرزہ زمیں میں جسم اطہر جب اُسے سونپا

---

[1] لفظ مرتد کہ قافیہ ایں بیت است بالفاظ مناسب جمع شد ۱۲
[2] حالانکہ آب زمرد قاتل است ۱۲
[3] چہ ارہ جدا میکند و تشدید کہ صورت ارہ دارد دو حرف را وصل میدہد ۱۲

سکوں کے واسطے نافع ہوا تعویذ مرقد کا

اندھیرا چھا گیا ہر سو غروب مہر انور سے — اوڑھائی آسماں کو نیلگوں چادر اسی غم نے
عزیز مصر مکہ تھے مہ کنعان یثرب تھے — عجب کیا ہے اگر کعبہ لباس ماتمی پہنے
کرے ہم چشمی یعقوب[1] یارہ سنگ اسود کا

غم جانسوز حضرت سے فرشتوں کے ہیں دل پانی — قلم کی سینہ چاکی کچھ نہیں ہے جائے حیرانی
زہے فیض ثواب ماتم محبوب یزدانی — سر یراعہ سے اس غم میں ہوگر مرثیہ خوانی
قلم کو بے گماں بازو[2] ملے اللہ کے ید کا

کھنچا سطح زمیں پر جب سے خط روضۂ انور — شعاع مہر کو پرکار کے مانند ہے چکر
ثواب طوف حج پاتے ہیں فرسی گرد پھر پھر کر — شب و روز آسماں ہوتے ہیں قربان اسکے روضہ پر
کہ ہے تو دائروں میں ایک مرکز کاف گنبد کا

نہیں سیج قمر بقعہ ہے انوار موبد کا — برابر رات دن فیضان ہے نور مجرد کا
عجب عالم کلس پر ہے عجب جلوہ ہے گنبد کا — بیاں ہو کس سے شان روضۂ پر نور احمد کا
کہ جس پر یک غلاف سبز ہے چرخ زبرجد کا

کروں وصف بنایا وصف رفعت اسکے مشہد کا — فلک کہنا سبب ہوتا ہے کہ شان گنبد کا
نہیں کرسی نشیں قبہ جو سمجھوں عرش امجد کا — لکھوں اک مختصر جملہ کہ روضہ ہے محمد کا
یہی مسند الیہ اچھا سبب ہے رفع مسند[3] کا

سپہر و مہر کا دعویٰ صداقت کو کہاں پہنچا — تعلی ہی تعلی تھی جو وقت امتحاں پہنچا
نہ تا قندیل در نور چراغ آسماں پہنچا — نہ گردوں کا غبار آتا غبار آسماں پہنچا

---

[1] ہمراہ مرثیہ خوان مے باشد ۱۲ [2] قاعدہ نحو ایست کہ در جملہ اسمیہ مسند امیہ رافع است ۲

اثر پیدا ہوا آخر زحل کے طالع بد کا

تنزل ہے محال اُس کا ترقی جسکی فطرت ہے — یہ دعویٰ ہے بدیہی فلسفی کیوں گرم حجت ہے
توجہ جانب مرکز اگر شان طبیعت ہے — کرہ آتش کا کوسوں رہ گیا نیچے یہ حیرت ہے
کہ سر سوئے فلک کیوں شعلہ ہے قندیل گنبد کا

کہو نکلے نہ نسر طائر اپنے آشیانے سے — تھکے بازوی مرغ سدرہ اس رفعت پر آنے سے
فلک کا اختر تقدیر چمکا سر جھکانے سے — مناجاتی کا آنسو دھل کر اُسکے آستانے سے
ہوا ہے درۃ التاج سعادت فرق فرقد کا

یہاں کی گرد ہے کحل الجواہر اسکو رہنے دے — نہ پائیں گے اگر قدسی تو در در خاک چھانیں گے
صفائی ہو چکی کیا حاصل اتنی خاک اُڑانے سے — فلک اب کوکب دُمدار کی جھاڑو اُٹھا رکھے
ملائک ڈھونڈھتے پھرتے ہیں سُرمہ خاک مرقد کا

زمین روضۂ انور فلک سے ہے کہیں افضل — ہوا ہر روزن دیوار چشم جوہر اول
غبار در سے ہے آئینۂ خورشید کو صیقل — جبین عرش ایزد پر ہے خاک آستاں صندل
ہر اک ذرہ ستارہ ہے کلاہ فرق فرقد کا

بلندی میں وہاں یہ روضۂ رفعت نشاں پہنچا — جہاں اُڑ کر نہ شہباز خیال قدسیاں پہنچا
جبین عرش سے آگے وہ سنگ آستاں پہنچا — زمیں تا آسماں پہنچی مکاں تا لامکاں پہنچا
کہاں تک اوج لکھیے اسکی خاک پاک مرقد کا

بلا گرداں ملک ہیں عالم ارواح کو غش ہے — زمیں پر چاندنی یا سایہ قصر پریوش ہے
فلک پر شمس ہے یا شمسہ ایوان دلکش ہے — عیاں ہے کہکشاں یا نقش محراب منقش ہے
فلک ہے یا کلس رکھا ہے چھوٹا سا زمرد کا

تیرے روضہ کو مسجود زمین و آسماں کہیئے　　عبادت خانۂ عالم مطاع دو جہاں کہیئے
پناہ و پشت و الا مامن کون و مکاں کہیئے　　ملاذ جن و انساں مرجع قدوسیاں کہیئے
کہیں ہے قبلۂ حاجت کہیں ہے کعبۂ مقصد کا

طبق انوار کے دربار ابد میں جو پاتے ہیں　　پئے کسب سعادت سر پہ اپنے رکھ کے لاتے ہیں
پیام بے تکلف کس تکلف سے سناتے ہیں　　سلام حق کو لیکر دم بدم جبریل آتے ہیں
عجب مضمون کھپا اس بیت میں آمد و آمد کا

صفات اس سر بالا کے بہت بڑھ کر بیاں کیجے　　بلند ایسے بند میں مضمون بس کو آسماں کیجے
قلم کو فاتحہ کے مثل سرگرم فغاں کیجے　　ہے جی میں اس میں کو تختۂ سر دال کیجے
قیامت ایک سیدھا سا ملا ہے قافیہ قد کا

قیامت میں ہے کیا دفتر کا سودا دفتر بد کا　　نظر میں نور ہے تیری بیاض صفحۂ خد کا
دماغ آب عرش پر کیونکر نہ پہنچے خاک مشہد کا　　تصور میں ترے جنت ہے گوشہ اپنے مرقد کا
کہ تھا لبریز چشم تر کا ہے طوبیٰ ترے قد کا

کہیں شمس و قمر سے بڑھکے جلوہ ہے ترے خد کا　　ترے پرتو سے چمکا اختر تقدیر ہر بد کا
دو عالم میں ہے پھیلا نور تیری ذات ارشد کا　　محمد مصطفےٰ پتلا ہے تو نور مجرد کا
ہوا خورشید اقلیم قدم سایہ ترے قد کا

مبارک نامہ مشکیں ختن میں ناف آہو کو　　گلستاں سے کہو رکھ چھوڑے اپنے سرو دلجو کو
نہ یہ منزل پہ پہنچے اس کی رنگ و تا عنبریں مو کو　　سواد نبت تشبیہ کیئے تیرے گیسو کو
بہار گلشن تنزیہہ ہے بوٹا ترے قد کا

دو چار آنکھیں ہیں تجھ سے دو عالم سے کنارہ ہو　　دو بینی سے دو روزہ زیست میں دیدار تمنا ہو

مرادوں نا ہو سر و خلد کے پہلو میں طوبیٰ ہو یسّر ایک جلوے میں مجھے لطف دوبالا ہو
کروں میں دیدۂ احول سے نظارہ ترے قد کا

لکھوں کیا مدحت خط لب جاں بخش حضرت میں کہ ہے وہ حسن مطلع صفحۂ مہر قیامت میں
بلند اک بیت ابرو فرد کلیات فطرت میں بیاضی مطلع عارض ترا دیوان وحدت میں
نکیلا مطلع ایجاد میں مصرعہ ترے قد کا

رسالت سے تری منظور تھا سب کو ہدایت ہو مگر مشکل یہ تھی ذات ایک تیری اور عالم دو
زہے حکمت کہ آئے راہ پر برگشتہ تھے جو جو بنایا رہنما جب عالم ایجاد کا تجھ کو
ہوا خضر سر راہ عدم سایہ ترے قد کا

دوئی سے کیوں تنفر ہو نہ حضرت کی طبیعت کو بنایا نور یکتائی سے سر تا پائے حضرت کو
پسند آئی نہ تکرار اپنے جلوہ کی بھی قامت کو نہ رکھا سایہ تک باقی مٹایا نام کثرت کو
جو روشن بزم وحدت میں ہوا اکّا ترے قد کا

بیان شان بسم اللہ ہے ابرو کی آیت میں خلاصہ سورۂ والشمس کا ہے تیری صورت میں
تری باتیں شریعت میں ترا جلوہ طریقت میں کلام ناطق آیات قرآن حقیقت میں
سراپا معنے تحقیق ہے جملہ ترے قد کا

نہیں ہے تجھ سے باہر ایک بھی قدرت کی نیرنگی تجلی دو جہاں کی تو نے اپنی ذات میں دیکھی
ازل سے ہے ترے قد پر تری تقدیر اے محبوب حق چمکی خدا نے زیب و زینت کی جو بزم آفرینش کی
لگایا اس میں قد آدم آئینہ ترے قد کا

لہ فطرت نام شاعری بود لہٰذا لطف دوبالا باشد ۱۲

لہ قد در زبان عربی گاہے بمعنی تحقیق و گاہے بمعنی تقلیل مے آید ۱۲

بہت پُر زور تھا ہر چند خامہ دست قدرت کا　　نہ تھا آسان لیکن کھینچنا محبوب کا نقشا
پس صد محو و اثبات ایک مدت میں کھنچا خاکہ　　مٹا ڈالیں بنا کر صورتیں آدم سے تا عیسےٰ
تب آیا راست نقشہ کلک قدرت سے ترے قد کا

اوڑا لینا بہت دشوار ہے میرا چلن محسن　　ٹھہر سکتے نہیں آگے مرے ارباب فن محسن
بھلا دیتا ہوں میں دم بھر میں سارا بانکپن محسن　　مقابل مجھ سے ہو کیا مرد میدان سخن محسن
کہ جوہر ہے مری تیغ زباں میں وصف احمد کا

امیرؔ[1] اس کا مقولہ ہے کہ جو اس راہ پر آئے　　جھکائے وہ سر تسلیم پہلے پاؤں پر میرے
عجائب ٹھاٹھ سے تعلیم پائی اشکؔ[2] سے میں نے　　فضائے تنگ میدان قلم میں نقطہ و خط سے
بڑے اوستاد نے مجھ کو سکھایا ہے پھری گدکا

نہ مدح غیر سے مطلب نہ ذم سے اس قلمرو میں　　قلم جاری ہے احمد کے کرم سے اس قلمرو میں
حسد کیسے کہاں جائیگا ہم سے اس قلمرو میں　　سزا حاسد کو ہے دار قلم سے اس قلمرو میں
کہ یہ دار الحکومت ہے مظفر کا موئید کا

زبان تیز کے جوہر زباں داں ہو تو پہچانے　　ولایت میں صفیں کیں صاف اس تیغ مصفا نے
گیے کٹ کٹ کے دست فکر سے ترکوں کے دستانے　　کیا شیراز کو پامال اردوئے معلا نے
گیا مان اصفہاں لوہا مری تیغ مہند کا

قصیدہ لکھ رہا ہوں نعت میں اعجاز ہے روشن　　سواد ہر قلم ہے دود شمع طور کا خرمن
قلمداں جیب کوہ طور و بستہ طور کا دامن　　عصائے موسوی خامہ ورق ہے وادی ایمن

---

[1] امیر تخلص جناب منشی امیر احمد صاحب ابن مولوی کریم احمد صاحب از اولاد حضرت شاہ مینا صاحب لکھنوی قدس سرہٗ ۱۲
[2] مولوی ہادی علی صاحب اشک ۱۲

یدِ بیضا کو داغ رشک رہتا ہے مرے ید کا

دبیرِ آسماں سے ہے کہیں میرا بلند اختر ہر اک صفحہ مرے دیوان ہیں رشکِ مہِ انور
چمک ہر معنیِ روشن کی طرہ پر تجلی پر پڑا ہے طور کی چوٹی میں مو باف زری بنکر
لکھا جو شعر وصفِ روئے تابانِ محمدؐ کا

ہوئے ہیں منتظم ہر چار ارکانِ سخن مجھ سے منور ہے چراغِ طاقِ ایوانِ سخن مجھ سے
جہاں میں ہے فروغِ نور ایمانِ سخن مجھ سے زمینِ شعر پر نازل ہے قرآنِ سخن مجھ سے
کتابِ آسماں اک نسخہ ہے لوحِ زبرجدؔ کا

فلک کب ہمعناں توسنِ طبعِ رواں پہنچا فرشتوں کے جہاں پر جلتے ہیں اکثر وہاں پہنچا
بھرے ایسے ترارے تا فضائے لامکاں پہنچا سخن میرے قلم کی بے سواری کے کہاں پہنچا
کہ کالے کوسوں سبز رہ گیا چرخِ زبرجد کا

مضامیں مختلف ہوں فکرِ عالی کا اشارا ہے کہ تخصیصِ قوافی سے مناسب اب کنارا ہے
طبیعت باڑھ پر آئی ہے دل نے جوش مارا ہے مری طبعِ رواں کا پھر اُسی گھاٹ اب اُتارا ہے
تماشا دیکھئے بحرِ سخن کی جذر کا مد کا

ہو جب امکان دونوں میں ہے جلوہ نورِ بیحد کا وہ اک غنچہ یہ اک گل ہے مرے گلزارِ مقصد کا
کہیں مصداقِ مطلق کا کہیں مظہر مقید کا احد کا غیب میں مورد شہادت میں قوی احمدؐ کا
ہے مشہود ایک ہی دو چشمہائے شاہدؔ کا

ہوا جب قصدِ میرا نعت میں موزوں قصیدہ ہو لکھے مطلع برابر کے جو پائے قافیے دو دو

---

۵۱ لوحِ زبرجد عبارت از توریت کہ قرآن شریف منسوخ کرد ۱۲
۵۲ شاہد اشارہ از کلمۂ شہادت ۱۲

نہیں آتا ہے مجھ پر حرف گر انصاف سے دیکھو — بہ مجبوری لکھا الید کی صوت لفظ اللہ کو
نہ آیا ہاتھ اچھا قافیہ جب کوئی احمدؐ کا

ہوا تیرا ظہور آخر میں عالم کو نہ حیرت ہو — یہ مضمون صاف روشن ہے اگر چشم بصیرت ہو
موخر انبیا سے کیوں نہ خلق جسم حضرت ہو — یہ تھا منظور رفتہ رفتہ تکمیل نبوت ہو
خدا نے منتظر رکھا جو تیری آمد آمد کا

بڑا نکتہ ہے اس تاخیر میں جو غور سے دیکھے — کہ اس منصب سے پھر اور انبیا محروم رہ جاتے
نہ اتنے واسطے پیدا کیا حق نے تجھے پہلے — کہ دست صنع کر فارغ ہوا مقصود اصلی سے
مقید پھر نہ ہوگا مطلق ایجاد مقید کا

خلیل اللہ نے کی واہ کیا ہی گرم پروازی — لگائی تجھ سے بوائے گرمی بازار طنازی
ہوئے انگارے غنچے بھولی شعلوں کو سرفرازی — ترے رشتہ سے مثل شمع کے آتش سے گلہ بازی
ہوا ہے تجھ سے روشن نام تیرے جد امجد کا

غلط ہوں دفتر آئیں کاتب اعمال چکر میں — مدینہ کی ہی کی رہ جائیں باقی سارے دفتر میں
بدی کی جو رقم ہو جا پڑے منہائی کے گھر میں — محاسب ہو شفاعت تیری گر دیوان محشر میں
صحیح آئے نہ میزاں میں سیاہ دفتر بد کا

سوا اللہ کے لا علم ہیں سب تیری فطرت سے — ملک جن و بشر کوئی نہیں واقف حقیقت سے
مقدم ایک کی خلقت نہیں ہے تیری خلقت سے — کھنچی پہلے تری تصویر ازل میں دست قدرت سے
ہوا لفظ خدا سے اشتقاق اول ترے خد کا

مناسب ہے تری مژگاں کی چلمن بیت یزداں کو — مزین ہے ترے خط کا گنایہ عرش سبحاں کو
ترے عارض کا شعلہ چاہیے ایوان ایماں کو — ترے ابرو کی ہے محراب لازم طاق عرفاں کو

در اسلام کو درکار ہے بازو ترے ید کا

دکھائے خسرو انجم نہ مجھ کو آسماں جا ہی — مری نظروں میں ہے اک گردۂ چتر شہنشاہی
ہوئی تیرے مراتب سے کماہی کس کو آگاہی — تجمل کا ترے ماہی مراتب ماہ سے تا ماہی
ثریٰ سے ثور تک اک گاؤ تکیہ تیری مسند کا

نہ گذرے کیوں ترے اعدا کی ذلت اور خواری میں — محب کیونکر نہ پائیں خط تری خدمت گذاری میں
غم و شادی میں دونوں محو تیری پاسداری میں — الم معروف تیرے دشمنوں کی غمگساری میں
خوشی کو کام ہے تیرے یہ مجنوں کی خوشامد کا

طبیعت کے سخندانوں کو منظور آزمایش ہے — وگرنہ تیری مداحی سے لب تیری نمایش ہے
بہت دشوار باب نعت و مدحت کی کشایش ہے — ستایش کیلئے تو واسطے تیرے ستایش ہے
کہ ہے مذکور قرآں میں ترے اوصاف بیحد کا

خداوند دو عالم آپ تیری مدح کرتا ہے — صحف جتنے ہوئے نازل ہر اک میں ذکر تیرا ہے
جو ہو تیری ثنا ہر بند ہم میں سے وہ سچا ہے — سوا تیرے کسی کی مدح کرنا جن کا شیوہ ہے
یہ سچ ہے وہ لئے پھرتے ہیں جھوٹا قفل ابجد کا

تری خدمت میں اے حاجت روا اب عرض ہے اتنی — روا ہوں حاجتیں تیرے ہی در سے دین و دنیا کی
ثنا سے دوسرے کی ہو نہ آلودہ زباں میری — یہ خواہش ہے کروں میں عمر بھر تیری ہی مداحی
نہ اٹھے بوجھ مجھ سے اہل دنیا کی خوشامد کا

بڑھے سوز درونی داغ عشق فتنہ ساماں سے — تماشا ہے کہ چمک بخت نور مہر عرفاں سے
شرر نکلیں اٹھیں شعلے ہوائے برق لمعاں سے — چمک ہے درد کی دل میں خیال روی تاباں سے
ستارہ اوج پر ہو جسکے برج مشید کا

پھنسا لے دام گیسوئے مسلسل میں مجھے ایسا — یہاں جبتک ہے آب و دانہ تجھ پر پھڑکے دم میرا
رہوں میں رشتہ بر پا جب قفس چھوڑوں عناصر کا — کمند دل رہے چھوٹے نہ تیری ڈور کا پھندا
جو ٹوٹے دم کا دھاگہ طائر روح مقید کا

بنا دے مجھ کو ایسا مست اپنی چشم شہلا سے — کہ ہو مے سے تنفر روح بھاگے جام و مینا سے
دل وحشی کرے رم دونوں عالم کی تمنا سے — ہرن ہو نشہ میرا نشانیں دین و دنیا سے
رہوں خائف تصور کر کے میں دو دال سے دو کا[1]

کرے خاصیت اکسیر پیدا میری خاکستر — مذہب ہو مطلا ہو مرے اعمال کا دفتر
محک میں امتحاں کی پیشگاہ حضرت داور — برنگ زر چڑھے سونا مرا میزان محشر پر
اٹھوں میں قبر سے مخمور تیری چشم اسود کا

کرے بیتابیاں میرے لئے ہر موج کوثر میں — جگہ مجھ کو ملے رشتہ کی صورت قصر گوہر میں
رقم ہو نام میرا دفتر خاصان داور میں — فرشتے دیکھ کر مجھ کو کہیں دیوان محشر میں
جگہ خالی کرو مداح آتا ہے محمدؐ کا

لکھا ہے اس قصیدے کو جو میں نے وصف حضرت میں — عوض ہر بیت کے پاؤں سکونت قصر جنت میں
کئے ہیں بسکہ اکثر شعر موزوں وصف قامت میں — تلے اس نظم کا ہر حرف میزان قیامت میں
بطرز تازہ ہو وزن اپنے اشعار مجدد کا

قصیدہ ختم ہوتا ہے صلہ اس کا عنایت ہو — اٹھاتا ہوں دعا کو ہاتھ وا باب اجابت ہو
بغل میں یہ قصیدہ سر پہ اکلیل سعادت ہو — ترے دربار میں ہر وقت رہنے کی اجازت ہو
مجھے سرکار سے خلعت ملے عیش مخلد کا

---

[1] یعنی دو دال اشارہ از دین و دنیا ۱۲

نہ سمجھو تیرے خالق سے کسی صورت جُدا سمجھوں ظہورِ شانِ وحدت کا میں تجھ کو واسطا سمجھوں
حق آئینہ ہوں پر صاف اصلی ما سوا سمجھوں تیرے عارض کو میں آئینۂ نورِ خدا سمجھوں
کہ فہم سرِ وحدت ہے الف ایماں کے ابجد کا

قمر سمجھوں رخِ تاباں کو یا مہرِ سما سمجھوں کلف اس میں حلل اس میں ہے میں سمجھوں تو کیا سمجھوں
تشبیہیں ہیں برعکس ایک رمز حق نما سمجھوں تیرے عارض کو میں آئینۂ نورِ خدا سمجھوں
کہ فہم سرِ وحدت ہے الف ایماں کے ابجد کا

دمِ تحریر تیرے ذوق سے بڑھ جائے تر دستی قلم سے نکلیں آنسو ہو یہ جوشِ خندۂ شادی
شمول اشک شیریں سے دوات اس درجہ ہو چکی الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی
بڑھا معلوم ہو لفظ احد پر میم احمدؐ کا

کبھی تو کام آوے روشنائی میرے نامے کی کوئی تو رنگ لاوے روشنائی میرے نامے کی
نئی صنعت دکھائے روشنائی میرے نامے کی الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی
بڑھا معلوم ہو لفظ احد پر میم احمدؐ کا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

من و پر عقلتی و بے خردی دشمن نفس در کمین بدی
تو مرا زور و جحت و سندی تو مرا تاب و قوت و مددی
یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما لجزے سواک مستندی
خانہ بگذاشتم بر سوائے نہ عصا دارم و نہ بینائے

شور فیقم بدشت پیمائے انت یا سیدی و مولائے
یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

نہ ز دنیا متنعم نہ ز دیں دشمن جانم آسمان و زمیں
دوستاں خشمناک و چیں بجبیں دشمناں بہر کشتنم بہ کمیں
یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

خون صد آرزو بگردن من خویش بیگانہ دوست دشمن من
خانہ زندان و راہ رہزن من ماندنم مشکل ست و رفتن من
یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

منم و رہ زن و رہ مخطور دل بیمار خاطر رنجور
عالم بے کسی و منزل دور شب دیجور و چشم من بے نور
یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

بسکہ بودم حریص فسق و فجور گشتہ ناخوش ز من خدای غفور
ہست اکنوں شفاعت تو ضرور آمدم بر در تو از رہ دور
یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

کار من ابتر ست ہر نفسے دل پُر از درد و سر پر از ہوسے
بے کسم در جہان و نیست کسے ہمدمے یا انیس دردرسے
یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

صبح من شام شد ز شامت من ہست ہر روز من قیامت من
شو شفیع و مکن ملامت من نیست جز بر درت ملامت من
یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

سوئے ملک حجاز م آہنگ ست نام ہندوستاں مرا تنگ ست
آستانت ہزار فرسنگ ست دیدۂ ام کور و پائے من لنگ ست
یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

کفر ظلمت سرشت در طغیان چار سوئے سواد ہندوستان
زور ظلم ست قوت شیطان خوف جانست و خطرۂ ایمان
یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

تشنۂ خون من جفا کاری دشمنم ظالم ستمگاری
من و در حال خود گرفتاری نہ مرا مونسی نہ غم خواری
یا حبیب الآلہ خذ بیدی

یا حبیب الآلہ خذ بیدی
مالعجز بے سواک مستندی

گشتیم نہ نشیں چو دیدۂ تر گشتہ ملاح و ناخدا مضطر
بحر پر جوش و جوش پر ز خطر سر ز سامان گذشت و آب از سر

یا حبیب الآلہ خذ بیدی
مالعجز بے سواک مستندی

رفت تاب از تن و دل از بر من آب چشم گذشت از سر من
راہ گم کردہ خضر رہ بر من نہ کسے یار من نہ یاور من

یا حبیب الآلہ خذ بیدی
مالعجز بے سواک مستندی

زخم از دل گذشت و دل ز قرار خار از پا و پا یم از رفتار
رفت ہوش از سر و سر از دستار کار از دست و دست من از کار

یا حبیب الآلہ خذ بیدی
مالعجز بے سواک مستندی

کشتی من شکست و لنگر او غرق شد ناخدائے بہر او
بحر و بر ہر لحظہ جوش دیگر او من و بے دست و پا شناور او

یا حبیب الآلہ خذ بیدی
مالعجز بے سواک مستندی

کارواں رفت من پریشانم دیدہ بر نقش و پائے یارانم
ذرۂ دشت و گرد میدانم راہ گم کردہ در بیابانم

یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما بعجز ے سواک مستندی

ظلمت دہر چوں صف مژگاں نور چوں چشم شرگیں بمیاں
لمن الملک کفر را بزباں ایں مناجات برلب ایماں

یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما بعجز ے سواک مستندی

روحم از تن جدا و تن زتواں سینہ بریاس و یاس بے پایاں
جان من برلب ست ولب بفغاں دل پُراز درد و درد بے درماں

یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما بعجز ے سواک مستندی

ناکساں بے سبب مرا دشمن بہ خود آشنا خدا دشمن[۵۱]
دوستاں سنگدل وفا دشمن جملہ محسن[۵۲] کش آشنا دشمن

یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما بعجز ے سواک مستندی

---

۵۱ اضافت مقلوب یعنے دشمن خدا۔
۵۲ تخلص حضرت استادی مولوی محمد محسن کاکوروی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رُباعیات نعتیہ از مُصنّف قصیدہ

مولا مرے عقدہ ہائے مشکل وا کر ہر غنچہ کو باغ قطرے کو دریا کر
بدھوں یا نیک تیری اُمت میں ہوں محشر برپا ہے تو مجھے بر پا کر

یارب آہِ رسا مدینے پہونچے ہر نالۂ دل میرا مدینے پہونچے
چہرے کا رنگ جو ناتوانی سے اُڑے گرتا پڑتا ہوا مدینے پہونچے

گلزارِ خیال شکلے در سر من بکشا بند گرہ ز بال و پر من
دارم گرہے و مشکل اینست کہ نیست جز نقد گرہ در گرہِ گوہر من

اک شان خدا ہے سیّدِ عالی جاہ ملک قدم و حدوث کا شاہنشاہ
جس دل پہ کھلی حقیقتِ اُسکی محسن بے ساختہ بول اُٹھا کہ اللہ اللہ

سرسبز کن اے سیّدِ ابرار مرا دہ رونق نخلِ گل بگلزار مرا
چوں دانہ ہزار بار بر روئے زمیں گر چرخ بیفگند تو بردار مرا

یارب بطفیل حسن آں شاہ زمن میگردان ہر زیان من سود من
ریمسوزی چو شمع رُخسار بسوز درمے شکنی چو زلف مشکیں بشکن

تدرے مشکل کے مرے مولا وا کر ثابت قدم منزل استغنا کر
ماندہ ہوں تہی دست حال ہوں بیکس ہوں سر پر مرے ہاتھ رکھ مجھے بر پا کر

ال پیش بیا کہ من بخاک آمیزم جاں چوں گہر سخن بہ پایت ریزم

در صفحۂ دیدہ و دلم اے محبوب — بنشیں چوں نام و چوں نگیں برخیز م
رنگیں تری بزم اے شہ خوشخو ہے — باقی تو اودا سی سی عیاں ہر سو ہے
تشبیہ کا پاتا ہوں مرقع سنسان — تنزیہ کو دیکھا تو مقام ہو ہے
معراج کو جس وقت چلے خیر بشر — پہنچا یہ پیام ذوالجلال اکبر
جلد آ اے نور دیدۂ عالم قدس — اک چشم زدن میں ساتوں پردے طے کر
لے جب نبیؐ کی مرے سینہ میں رہے — اُن کا ہی خیال مرنے جینے میں رہے
جب بند ہو آواز مرا دم ٹوٹے — آہنگ حجاز ہو مدینے میں رہے
ایمان کا غروب ہونے پہ جب ماہ آیا — تب دہر میں وہ سید ذی جاہ آیا
جلدی ہو نہ ایسی کچھ اس عالم تک — سایہ بھی حضورؐ کے نہ ہمراہ آیا
رہ جاؤ گے ہاتھ زندگی سے دھو کر — پچتاؤ گے اقربا تمہارے رو کر
محسنؔ کیا پوچھتے ہو چھوڑو گھر بار — جنت کو چلے جاؤ مدینے ہو کر
گر نکتہ نوازی کا تیرے دھیان آئے — بخشش کا مہتا نظر آسان آئے
مداح کے یارب عدد احمدؐ ہوں — جب روز حساب تو قدت میزان آئے